روزنامہ **الفضل** ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۲/۷۷ | جمعرات ۳۰ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ، ۲ وفا ۱۳۷۱ ہش، ۲ جولائی ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۵۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدق و وفا و سوز کو آسمان پر پہنچائیں

ایسے بنو کہ تمہارا صدق اور وفا اور سوز و گداز آسمان پر پہنچ جاوے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت کرتا اور اس کو برکت دیتا ہے۔ جس کو دیکھتا ہے کہ اس کا سینہ صدق اور محبت سے بھرا ہوا ہے۔ وہ دلوں پر نظر ڈالتا اور جھانپتا ہے نہ کہ ظاہری قیل و قال پر۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۸۱)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ بالکل غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں چل کر انجام کار کوئی شخص نقصان اٹھاوے۔ صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا۔ نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے۔ جو دنیا کے لئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اس نے کیا ہے توڑ رہا ہے۔ وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے۔ وہ یاد رکھے بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اُسے نہ چھڑا سکے گا۔ اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اس سے دریافت کرے گا کہ تُو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا؟ اس لئے ہر صاحب ایمان کے لئے ضروری ہے کہ خدا جو ملک السموات والارض ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امر بھی یُونہی حاصل نہیں ہوتا ہے۔ خدا ہی یہ امر دل میں بٹھائے تو بیٹھ سکتا ہے۔ سو اس کے لئے دعا بکار ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے اس کو عظیم الشان طاقت اور خارقِ عادت قوّت دی جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۳)

شکلوں کی نہیں نیک عادتوں کی تمنّا کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"ایک بزرگ کی بیٹی سے کسی کو محبت ہوگئی اور وہ شخص ایسا تھا جس کے متعلق ان کا یہ فیصلہ تھا کہ یہ اچھا نہیں ہے اس لئے وہ کسی قیمت پر بھی اپنی بیٹی کو اس کے ساتھ رخصت کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے اور وہ پیچھا نہیں چھوڑتا تھا۔ بار بار خط لکھتا تھا۔ پیغام بھیجتا تھا۔ کہتا تھا میں تو ایسا آپ کی بیٹی پر عاشق ہوں کہ اس کے بغیر میری زندگی نہیں گزر سکتی۔ میں تو ختم ہو جاؤں گا، اس لئے مجھ پر رحم کریں لیکن وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک صاحب حکمت بزرگ تھے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اس کو شکل سے پیار ہے۔ اس کو عادتوں یا مزاج سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ انہوں نے آخر تنگ آ کر اس کو دو یا تین ہفتے کا کہا کہ اچھا تم اس عرصے میں آ کر اپنی بیوی کو ساتھ لے جانا۔ میں تیار ہوں۔ خیر وہ بہت خوش ہوا اور دو تین ہفتے کے بعد جب وہ آیا تو اس نے دیکھا کہ وہی لڑکی سُوکھ کر کانٹا ہوئی ہوئی اور اس کے بال جھڑے ہوئے۔ اس کے ہوش و حواس غائب ہوئے ہوئے۔ اپنی پرانی شکل و صورت کا ایک پنجر بنی ہوئی تھی تو اس نے حیرت سے کہا کہ یہ لڑکی؟ اس کے ساتھ تو میں نے شادی کرنی چاہی تھی۔ انہوں نے کہا بالکل وہی چیز ہے۔ صرف یہ ہے کہ اس کے بال میں نے SHAVE کر دیئے ہیں اور اتروا دیئے ہیں۔ اس لئے گنجی سر تمہیں نظر آ رہا ہے اور اس کو میں نے اتنے لمبے عرصے تک جلاب دیئے ہیں اس کا بدن گھُل جاتے لیکن بال بھی محفوظ رکھے ہوئے ہیں اور جلاب میں جو کچھ نکلا وہ بھی محفوظ رکھا ہوا ہے۔ اس کی بالٹیاں بھی تیار ہیں۔ یہی سب کچھ ہے جس سے تمہیں محبت تھی۔ اس میں کوئی چیز میں نے کم نہیں کی۔ پس یہ بالٹیاں اٹھاؤ، یہ بال اٹھاؤ اور یہ لڑکی لو اور اپنے گھر روانہ ہو۔ تب اس کی آنکھیں کھُلیں کہ یہ دُنیا کے عارضی حُسن کی محبت کیا حقیقت رکھتی ہے۔ اس بزرگ نے تو عملاً اس پر یہ ثابت کرنے کا یہ ذریعہ اختیار کیا کہ ظاہری حُسن سے اگر تمہیں محبت ہے تو تم اگر قسمیں کھا کر بھی کہو کہ تم وفا کرو گے تو ہم جانتے ہیں کہ تم کر ہی نہیں سکتے تو حُسن وفا نہیں کرے گا۔ جس سے تمہیں پیار ہے اگر اس میں ہی وفا نہ ہو تو تمہارا تعلق کیسے ہمیشہ قائم رہ سکتا ہے۔ لیکن

باقی صفحہ ۷ پر

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کا انٹرویو ۸ اگست ۱۹۹۲ء کو ہوگا

۱۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو ۸ اگست ۱۹۹۲ء بروز ہفتہ بوقت ۷ بجے صبح ہوگا۔ امیدواران کی طرف سے نتیجہ کی اطلاع ملنے پر انٹرویو کے لئے تفصیلی چٹھی بذریعہ ڈاک بھجوائی جائے گی۔ لہٰذا جو نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ فوری طور پر اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوا دیں اور نتیجہ نکلنے پر اپنے نتیجہ امتحان کی جلد اطلاع دیں۔

۲۔ قرآن کریم ناظرہ صحیح طور پر پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت اور سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔

۳۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے امیدواران کی تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن پاس (۴۵ فیصد نمبر) اور عمر ۱۷ سال یا اس سے کم ہونا ضروری ہے ایف اے پاس کے لئے ۱۸ سال کی حد مقرر ہے۔

۴۔ درخواست میں نام۔ ولدیت۔ تاریخ پیدائش۔ تعلیم اور مکمل پتہ درج کیا جائے (وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

واقفین نَو کی بابت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یہ بچے قربانی کے مینڈھے سے بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اور ان کے ماں باپ کو اس سے بہت زیادہ محبت سے ان کو خدا کے حضور پیش کرنا چاہیئے جتنی محبت سے خدا کی راہ میں بکرا ذبح کرنے والا اس کی تیاری کرتا ہے یا مینڈھے کی تیاری کرتا ہے ان کا زیور کیا ہے۔ وہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ ہی سے یہ سجائے جائیں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۔ وفا ۱۳۷۱ ہش ۔ ۲۔ جولائی ۱۹۹۲ء

تربیت ــــ کس کی اور کب

اگرچہ کہا جاتا ہے کہ بچے کی صحیح تربیت کر دی جائے تو وہ ہمیشہ صحیح راستہ پر ہی رہتا ہے۔ اور یہ بات ہے بھی ٹھیک۔ لیکن ہمیں یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ بات نامکمل رہ جاتی ہے۔ جو بچے کا راستہ ہے۔ یا جس راستے پر اس نے بچپن میں چلنا ہے اس پر تو ٹھیک ہی رہے گا۔ اور سیدھا چلے گا لیکن زندگی میں مختلف موڑ آتے ہیں اور زندگی راستہ بدلتی رہتی ہے۔ جونہی راستہ بدلے گا یا کوئی نیا موڑ آئے گا تربیت کی ضرورت پیش آئے گی۔ بتانا پڑے گا کہ اب اور ان حالات میں اسے کیا کرنا ہے۔ اسی لئے کہا جا سکتا ہے کہ تربیت کو زندگی کے کسی خاص حصہ کیلئے مخصوص نہیں کیا جا سکتا۔ ساری عمر کے ہر حصہ سے اس کا تعلق ہے اور بعض اوقات مختلف زاویوں سے۔

بچپن کی تربیت اس وقت تک تو کام آتی ہے جب تک بچہ اپنے آپ کو دوسروں سے چھوٹا سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ اسے بڑوں کی عزت کرنی ہے۔ اور ادب سے پیش آنا ہے۔ لیکن جوں جوں بچے کی عمر بڑھتی ہے وہ ادب کے معیار کو مختلف زاویوں سے دیکھنے لگتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اُنیس سال کا بچہ جسے TEEN AGE کہتے ہیں یہ سمجھتا ہے کہ مَیں ٹھیک ہوں اور باقی سب غلط۔ اور پھر جب وہ چوبیس پچیس سال کا ہو جاتا ہے تو کہتا ہے مَیں غلط ہوں اور باقی سب درست۔ یہ زاویے بدلتے رہتے ہیں۔ ایک زاویہ یوں بدلتا ہے کہ بچہ لکھ پڑھ گیا اب وہی جو سب کی عزت کرتا تھا اور سب کا ادب کرتا تھا کسی کو خاطر ہی میں نہیں لاتا۔ سمجھتا ہے۔ ہمچو ما دیگرے نیست۔ اسے اپنے علم پر ناز ہونے لگتا ہے اور یہ ناز بڑوں کے ادب کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے۔ وہ نہ صرف اپنے علم کا اظہار چاہتا ہے بلکہ دوسروں کو کمتر سمجھ کر طنز بھی کرتا ہے۔

بعض لوگ پڑھے لوگ۔ بڑی عمر کے لوگ۔ بھی جب آپس میں بات کرتے ہیں تو طبیعت پہ یوں ناگواری کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ وہ مہذب نہیں لگتے۔ وہ دوسروں کا لحاظ نہیں کرتے۔ عمر کے ناطے سے (آپ اسے ناتے بھی کہہ لیں) وہ جو منہ میں آئے کہہ جاتے ہیں۔ اور سُننے والے بیزار ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے ہم نے کہا ہے کہ تربیت کیلئے عمر کا کوئی خاص حصہ الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اسکی بچپن میں بھی ضرورت ہے۔ اسکی جوانی میں بھی ضرورت ہے اور اس کی بڑھاپے میں بھی ضرورت ہے۔ انسان اَن پڑھ ہو تب بھی اسکی ضرورت ہے۔ اور انسان لکھا پڑھا ہو تب بھی اسکی ضرورت ہے۔

ہم سب کا فرض ہے کہ دوسروں کی بھی تربیت کریں اور اپنے معاملات پر بھی نظر رکھیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ چھوٹوں کی تو تربیت کریں اور ہم بڑے اس کے محتاج رہ جائیں۔

وقت کاٹے سے گر نہ کٹتا ہو
شغل اپنا بدل کے دیکھو تم
وقت سے لڑ کے کچھ نہیں بنتا
اس کے سانچے میں ڈھل کے دیکھو تم

ــــ ابوالاقبال

شوقِ جستجو

عِلم کی مشعل ہے شوقِ جستجو
جُستجو ہر شوق کی ہے آبرُو

جاننے پہچاننے کی ہو لگن
ہر حقیقت ہو ہمارے رُوبرُو

روشنی سے پیار ہو اور ہم رہیں
وہم کی تاریکیوں سے دُو بدُو

ہم رواں ہوں لمحہ لمحہ گام گام
لے کے ہر حِکمت کی دل میں آرزو

جو ملے اپنا سمجھ کر لیں اسے
یُوں بھریں ہم قطرہ قطرہ آبجُو

عِلم ہے میراث ہر انسان کی
اور یہ میراث ہے کیا خُوبرُو

یہ سفر ہے اور سفر ہے دُور کا
اس میں ہوسکتے ہیں حائل مَیں نہ تُو

منزلوں پر منزلیں کرنا ہیں طے
اور ہونٹوں پر نہ آئے ہاؤ ہُو

بات یہ بھی یاد رکھنی چاہیئے
بانٹنے سے عِلم پاتا ہے نمُو

سیکھتے رہنا ہے جانِ جُستجو
جُستجو از خود ہے شانِ جُستجو

(آنکھوں کی ٹھنڈک)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:
"رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جُدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اسکی مرضی اور تمہاری خواہشیں اسکی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مُراد یابی اور نامُرادی میں اُسکے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدّت سے اپنا چہرہ چھُپا لیا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

علمی مسائل

جب طالوت اپنے لشکر کو لے کر جالوت کے مقابلہ میں نکلے تو اللہ تعالےٰ نے ان کا ایک نہر کے ذریعے پھر امتحان لیا۔ تاکہ جو کمزور ایمان والے ہوں وہ الگ ہو جائیں اور صرف وہی لوگ دشمن کے مقابلہ میں صف آراء ہوں جو کامل الایمان ہوں۔ اور جن کی تائید میں ملائکہ کام کر رہے ہوں۔ نہر کا ترجمہ ندی کیا گیا ہے۔ لیکن ہ کی زبر سے جب یہ لفظ ہو تو اس کے دو معنے ہوتے ہیں۔ ندی بھی اور فراخی اور وسعت بھی (مفردات) اس میں یہ دونوں معنے لگ سکتے ہیں۔ اگر فراخی اور وسعت کے معنی لئے جائیں تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کے ذریعے سے فوجیوں کو اس امر کی اطلاع دی کہ تمہارا امتحان مال و دولت کی فراخی سے لیا جائے گا۔ اگر تم مال و دولت کے پیچھے پڑ گئے تو خدا تعالیٰ کا کام نہ ہو سکے گا۔ اور اگر تم مال و دولت سے متاثر نہ ہوئے تو تم کو کامیابی ہوگی۔.....

چونکہ جنگ میں جلدی اور تیز حرکت کی ضرورت ہوتی ہے اور پیٹ کا پانی سے بھر لینا تیز حرکت سے انسان کو محروم کر دیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے انہیں حکم دیا کہ ہلکے پیٹ رہو اور پانی کم پیو۔ تاکہ جنگ میں عمدگی سے کام کر سکو۔ مگر اکثر لوگوں نے اس حکمت کو نہ سمجھا اور خوب پیٹ بھر کر پانی پیا۔ اور بہت تھوڑی سی تعداد نے جو بائیبل کے بیان کے مطابق صرف تین سو تھی جنگی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یونہی چند گھونٹ پانی پیا۔ تاکہ لڑائی کے وقت وہ اچھی طرح کام کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکی قربانیوں کا بدلہ دینے کے لئے اور ان کے اخلاص کی قدر کرنے کے لئے فیصلہ کیا کہ صرف انہی کے ہاتھ پر فتح ہو۔ اور حکم دیا کہ انہی تین سو کو جنگ میں شامل کیا جائے۔ باقی کو نہیں۔ چنانچہ انہی تین سو کو طالوت نے جنگ میں شامل کیا اور اللہ تعالےٰ نے انہی کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی۔

(کتنے ہی بعض تھوڑے لوگ ہوتے ہیں جنہیں زیادہ پر فتح دی جاتی ہے۔ اللہ کے حکم سے) میں بتایا گیا ہے کہ کتنی ہی چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہوتی ہیں جو اللہ کے فضل کے ماتحت بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آجایا کرتی ہیں۔ اس غلبہ کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان میں قربانی اور ایثار کا مادہ ہوتا ہے۔ وہ اپنا وقت ضائع کرنے کی بجائے اسے مفید کاموں میں صرف کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان میں دیانت بھی ہوتی ہے صداقت بھی ہوتی ہے۔ محنت کی عادی بھی ہوتی ہے۔ پھر ان کے حوصلے بلند ہوتے ہیں ان کے ارادے پختہ ہوتے ہیں اور ان کے مقابل میں جو لوگ کھڑے ہوتے ہیں وہ ان اوصاف سے خالی ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قلیل غالب آجاتے ہیں اور کثیر مغلوب ہو جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک آدمی جس میں ایثار کا مادہ ہوتا ہے۔ درجنوں پہ بھاری ہوتا ہے۔ پاگل کو ہی دیکھ لو۔ لوگ اس کا مقابلہ کرنے سے گھبراتے ہیں۔ حالانکہ وہ اکیلا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگ ڈرتے ہیں کہ انہیں چوٹ نہ آجائے۔ ان کو زخم نہ لگ جائے۔ اور وہ اپنی طاقت کو صرف ایک حد تک استعمال کرتے ہیں۔ لیکن پاگل کے لئے چوٹ اور زخم بلکہ موت کا بھی کوئی سوال نہیں ہوتا اس لئے وہ اپنی طاقت اس حد تک استعمال کرتا ہے۔ جس حد تک ایک سمجھدار انسان استعمال کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اور وہ اکیلا ہونے کے باوجود دوسروں پر غالب آجاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی جماعت کے افراد میں قربانی اور ایثار کا مادہ ہو اور وہ دین کے لئے اپنے اندر مجنونانہ رنگ رکھتے ہوں اور وہ اپنی محنت اور قربانی کو اس حد تک پہنچا دیں کہ جس حد تک پہنچانے سے دوسرے لوگ گھبراتے ہوں۔ تو پھر ان کے ایک ایک آدمی کے مقابلہ میں دس دس پندرہ پندرہ آدمی بھی ہیچ ہو جاتے ہیں۔ جنگ بدر میں ایسا ہی ہوا۔ غزوہ خندق میں بھی ایسا ہی ہوا۔ اور مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت اپنے سے کئی گنا بڑی جماعت پر غالب آگئی۔

> خدا تعالےٰ کے فضل اور فیضان کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو کچھ کر کے دکھاؤ۔ ورنہ نکمی شئے کی طرح تم پھینک دئے جاؤ گے۔
>
> حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

فارسی منظوم کلام

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

سخن نزدم مراں، از شہر یارے
کہ ہستم بر درے امیدوارے

میرے سامنے کسی بادشاہ کا ذکر نہ کر۔ کیونکہ میں تو ایک اور دروازے پر امیدوار کھڑا ہوں۔

خداوندیکہ، جاں بخشِ جہان است
بدیع و خالق و پروردگارے

وہ خدا جو دنیا کو زندگی بخشنے والا ہے۔ اور بدیع اور خالق اور پروردگار ہے۔

کریم و قادر و مشکل کشائے
رحیم و محسن و حاجت برارے

کریم و قادر ہے اور مشکل کشا ہے۔ اور رحیم محسن ہے اور حاجت رَوا ہے۔

فتادم بر درش، زیرا کہ گویند
برآید در جہاں کارے زکارے

میں اس کے دروازے پر آگیا ہوں کیونکہ مثل مشہور ہے کہ دنیا میں ایک کام میں سے دوسرا کام نکل آتا ہے۔

انسان اپنے سے بالا اور زیادہ طاقتور ہستی سے اس لئے دوستی کرنا چاہتا ہے یا اس لئے اس کی طرف میلان رکھتا ہے کہ بوقتِ ضرورت وہ اس کی مدد کرے گا۔ اور ہر انسان کے لئے اپنے سے بالا ہستی کی دوستی فخر کا باعث بنتی ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پہلے شعر میں فرماتے ہیں کہ میرے سامنے کسی بادشاہ کا ذکر نہ کیا جائے یعنی کسی بادشاہ کو اس صورت میں نہ پیش کیا جائے کہ شائد میری کوئی ایسی ضرورت ہوگی جو وہ پوری کرے گا۔ یا کسی آڑے وقت میں میری مدد کرے گا۔ میں نے ایک ایسی ہستی کی طرف اپنے آپکو مائل کر لیا ہے جو ہر بادشاہ سے بڑی ہے اور اسی ہستی کے دروازے پر ایک ضرورت مند کی طرح آپڑا ہوں۔ جس ہستی کی طرف حضرت اشارہ فرما رہے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ اگر ایک بادشاہ کا اور اللہ تعالےٰ کی ذات کا مقابلہ کیا جائے تو بادشاہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ تمام قدرتوں کا مالک ہے۔

حضور اس سے اگلے شعر میں فرماتے ہیں کہ جس خدا کے دروازے پر میں آپڑا ہوں۔ وہ وہ ذات ہے جس نے انسان کو زندگی بخشی ہے بلکہ ہر اس چیز کو زندگی بخشی ہے جو جاندار ہے۔ کیونکہ مخلوقات کا خالق وہی ہے۔ اور اس کے سوا کسی اور نے دنیا میں کسی چیز کو پیدا نہیں کیا۔ وہ ایسی ذات ہے جس نے انسان کو پیدا کر کے یا یہ کہئیے کہ اپنی مخلوق کو پیدا کر کے اس سے منہ نہیں موڑ لیا۔ اسے یہ نہیں کہہ دیا کہ میں نے تجھے پیدا کر دیا ہے اب جا اور جس طرح چاہے زندگی گذار۔ تو چاہے کسی قسم کے حالات میں سے گذرے۔ مجھے اس سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ کی ذات ایسی ہے کہ جس نے پیدا بھی کیا ہے اور اس کے بعد ہماری تمام ضروریات کو پورا کرنے والا بھی وہی ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس نے ہماری پیدائش سے بھی پہلے ہماری ضروریات کے سامان مہیا فرمائے ہوئے ہیں۔ وہ ذات کرم کرنے والی ہے۔ قدرت رکھتی ہے اور انسان کی مشکلات کا حل کرنے والی ہے وہ ذات رحم کرنے والی ہے۔ احسان کرنے والی ہے۔ اور ہماری ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہے۔ اگر انسان ان باتوں کے متعلق سوچے تو اسے اللہ تعالیٰ سے یقیناً ایک گونہ محبت پیدا ہو جائے گی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نہ صرف ہمارا خالق ہے بلکہ جن صفات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے اور وہ ہر لحہ انسان کے کام آنے والی صفات ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ممکن ہی نہیں کہ انسان کو اس سے محبت نہ ہو جائے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں اس دروازے پر اس لئے گر پڑا ہوں کہ جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک کام سے دوسرا کام نکل آتا ہے۔ یہی وہ دروازہ ہے جس پر میری ہر ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ اور میرا یہاں آنا گویا کہ اپنی تمام ضرورتوں کو لے کر آنے کے مترادف ہے اور میں اس یقین کیساتھ آیا ہوں کہ ان صفات والا خدا جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے میری تمام حاجات کو پورا کرے گا۔ یکے بعد دیگرے میری حاجات اس کے سامنے آتی رہیں گی اور وہ بلا توقف یا جیسا کہ وہ چاہے گا میری ضروریات کو پورا کرتا رہے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

۱۹۴۵ء میں نائیجیریا جاتے ہوئے محترم مولوی عبدالخالق صاحب سے ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کے والد محترم کا ذکر تو اکثر سنا تھا لیکن ضیاء الدین کا نام شاید دو تین مرتبہ ہی آیا۔ اس وقت ان کی عمر چار پانچ سال ہوگی۔ اتنے چھوٹے بچے کا دو تین دفعہ ذکر اور وہ بھی برسبیل تذکرہ کسی کو یاد رہنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ نائیجیریا جا کر ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کے والد صاحب تو ذہن میں رہے لیکن وہ خود کبھی اپنے آپ کو سامنے نہ لا سکے۔ حتی کہ ۱۹۵۰ء میں میں چند مہینوں کے لئے واپس آیا تو اس وقت بھی نہ مجھے ان سے واقفیت حاصل کرنے کا موقعہ ملا نہ وہ مجھ سے کبھی ملے۔ اس وقت غالباً وہ چوتھی پانچویں جماعت کے طالب علم ہوں گے۔ میں واپس نائیجیریا چلا گیا تو ایک لمبے عرصے کے بعد سنا کہ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ایک ایسا ڈاکٹر بھی موجود ہے جو خود تو بیمار ہے لیکن اگر کسی بیمار کے لئے انہیں گھر پہ بلایا جائے تو وہ کھانستے کھانستے اور گرتے پڑتے مریض کو دیکھنے کے لئے ضرور چلے جاتے ہیں۔ ان کے متعلق سب سے زیادہ یہی بات مشہور تھی کہ وہ اپنی صحت کا خیال کم رکھتے ہیں اور مریضوں کی امداد کے لئے جو کچھ ہو سکے کرنے کو اپنی زندگی کا مطمح نظر سمجھتے ہیں۔ پتہ چلا کہ یہ ڈاکٹر، ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب ہیں۔

ان دنوں اس سے زیادہ ان سے کوئی واقفیت حاصل نہ کی جا سکی لیکن پھر کچھ عرصے کے بعد ان کی سیرالیون میں تقرری ہو گئی جہاں انہیں آب و ہوا راس نہ آئی اور مرکز کی طرف سے انہیں پاکستان آ جانے کا ارشاد ہو گیا۔ وہاں آب و ہوا مرطوب تھی اور ان کی بیماری میں اضافے کا باعث۔ واپسی پر جب وہ نائیجیریا پہنچے اور مجھ سے یہ بات سنی تو میں نے انہیں مشورہ دیا کہ اگر واقعی مغربی افریقہ میں کام کرنا ہی چاہتے ہیں تو لیگوس سے کئی سو میل شمال کی طرف کانو جا کر دیکھیں۔ اگر وہاں کی آب و ہوا انہیں راس آ جائے تو ٹھہر جائیں ورنہ واپس پاکستان چلے جائیں۔ انہیں میرا یہ مشورہ اچھا لگا اور میں نے مرکز میں لکھ کر ان کے لئے اس بات کی اجازت لے لی کہ وہ کانو جا کر دیکھیں گے کہ ان کا گذارا ہو سکتا ہے کہ نہیں۔ وہ کانو تشریف لے گئے اور آب و ہوا انہیں راس آ گئی۔ وہاں انہوں نے اپنا کلینک جاری کر لیا اور ان کے کلینک کے جاری ہونے کی تقریب کو اخباروں نے خوب خوب اچھالا۔ اس بات کی اس لئے بھی انہیں ضرورت پیش آئی کہ احمدیہ جماعت کا ایک ڈاکٹر باوجود اپنی صحت کی خرابی کے ان کی خدمت پر آمادہ تھا اور انہوں نے دو چار روز میں ہی دیکھ لیا کہ کس تندہی سے کام کرنے والا شخص تھا۔

ایک چھوٹے سے مکان میں جس کے دو اطراف میں دو دو کمرے تھے۔ انہوں نے ایک کمرے میں رہائش اختیار کر لی۔ اور ایک کمرے میں کلینک کھول لی اور دوسرے دو کمرے وہاں کے مربی کے پاس رہے۔

میں نے ان کا وہ کلینک دیکھا ہے۔ انسان حیران رہ جاتا ہے کہ اتنے چھوٹے سے کمرے میں انہوں نے اپنا کام شروع کیا اور لوگوں نے ان کی طرف اس سرعت کے ساتھ میلان کا اظہار کیا کہ جلد ہی اس بات کی ضرورت پیش آ گئی کہ وہ اس چھوٹے کمرے کو چھوڑ کر کسی بڑی جگہ پر چلے جائیں۔

چنانچہ یہ ابتدا ہوئی اس کلینک کی جس کے سامنے وہ تصویر لی گئی ہے جو اب پیش نظر ہے۔ اس تصویر میں ڈاکٹر صاحب کے علاوہ مولانا محمد اجمل شاہد اور خاکسار ہیں جبکہ باقی افراد پہچانے تو نہیں جاتے تصویر کچھ دور سے لی گئی اور مدھم بھی ہے۔ لیکن یوں لگتا ہے کہ ایک مربی ہیں سعید احمد صاحب اور ایک مکرم کیپٹن عطاء اللہ صاحب جو کوہ پیما بھی تھے اور جنہیں جماعت میں بعض دیگر اعزاز بھی حاصل رہے ہیں

جس عمارت کے سامنے یہ تصویر لی گئی ہے یہ کافی بڑی عمارت ہے تصویر ۱۹۷۶ء میں لی گئی تھی۔ جب میں پہلی دفعہ سیرالیون میں ڈیڑھ دو ماہ قیام کرنے کے بعد واپس پاکستان آ رہا تھا لیگوس پہنچا تو ارد گرد کے علاقوں کے علاوہ یہ پروگرام بھی طے پایا کہ کانو جانا چاہئے اور پھر کانو ہی سے آگے کا سفر کرنے کا ارادہ تھا چنانچہ مولانا محمد اجمل صاحب شاہد میرے ساتھ کانو تشریف لے گئے۔ اس سفر میں سب سے پہلی بات جو بہت عجیب لگی وہ یہ تھی کہ کہاں کچھ عرصہ پہلے نائیجیریا کی ایرویز نہایت وقت کی پابند اور صاف ستھرے سفر اور کہاں اب یہ کہنا مشکل ہو جاتا ہے کہ جہاز کب چلے گا۔ صبح کے وقت ہم ایرپورٹ پر پہنچے تو جہاز کا وقت ہو چکا تھا۔ لیکن اعلان ہوا کہ دو گھنٹے کے بعد پرواز روانہ ہو گی۔ دو گھنٹے ایرپورٹ پر ہی انتظار کیا۔ دو گھنٹے گذر جانے کے بعد پھر اعلان ہوا کہ مزید تین گھنٹے کی تاخیر ہو گی۔ وہ تین گھنٹے بھی گذار لئے پھر پتہ چلا کہ شاید شام کے وقت جہاز روانہ ہو سکے گا۔ ایرپورٹ کے قریب ہی ایک احمدی دوست کے گھر تھوڑا سا آرام کرنے کے لئے چلے گئے اور شام کو ایرپورٹ پر آئے تو پرواز تیار تھی لیکن یوں لگتا تھا کہ یہ ہوائی جہاز نہیں بلکہ ایک عام بس بلکہ ٹرک کا سفر۔ کیونکہ لوگ لکڑیوں کے گٹھے اٹھائے ہوئے اور بکریوں کی رسیاں پکڑے ہوئے انہیں گھسیٹتے چلے آ رہے تھے۔ اور اسی طرح جہاز میں سوار ہوئے۔

بہرحال کانو میں محترم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کے مہمان ہوئے۔ دو چار روز وہاں رہنے کا موقعہ ملا۔ وہاں کچھ اور دوست بھی تھے۔ نائیجیرین جن کے ساتھ پرانی شناسائی تھی۔ بعض ان میں سے خاصے منجھے ہوئے سیاستدان۔ ان سے بھی محترم ڈاکٹر صاحب کے ذریعے ملاقاتیں ہوئیں اور ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اب آپ یہاں تشریف لے آئے ہیں تو آئیے آپ کے میڈیکل ٹسٹ لے لیں۔ چنانچہ ای سی جی اور دوسرے ٹسٹ لیتے رہے۔ ہاسپٹل کی عمارت خاصی بڑی تھی اور شعبے بھی خاصے زیادہ تھے۔ لیکن جیسا کہ تصویر سے پتہ چلتا ہے اس بڑی عمارت کے باہر خاصا سامان مزید تعمیر کے لئے پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ گویا کہ اتنے بڑے ہسپتال کو مزید بڑا کرنے کی تجویز تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب جو سیرالیون سے واپس پاکستان آ رہے تھے۔ اس لئے کہ سیرالیون کی آب و ہوا انہیں راس نہیں آئی تھی۔ انہیں کانو کی آب و ہوا ایسی راس آئی اور انہوں نے اتنا شاندار ہسپتال تعمیر کیا کہ خاکسار کے خیال میں سارے مغربی افریقہ میں عمارت اور شعبوں کے لحاظ سے یہ سب سے بڑا احمدیہ ہسپتال ہے۔ ان کی اپنی طبیعت جس کا پہلے اظہار کیا جا چکا ہے، نے کانو کے سب لوگوں کو خاص طور پر امراء اور وزراء کو اس قدر اپنی طرف مائل کر لیا کہ جیسے پرانے دوست ہوں ان لوگوں کو ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب سے نہ صرف علاج کروانا ہوتا تھا بلکہ ان کی دوستی کا بھرم بھی اس حد تک آگے بڑھ چکا تھا کہ وہ ان کے بغیر رہ نہ سکتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب خاصے مقبول اور معروف ڈاکٹر بن چکے تھے۔ اسی لئے انہیں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی توفیق دی کہ وہ اپنے ہسپتال کو وسعت دیں اور وسعت دیتے چلے جائیں۔ اور ایک سے دو اور دو سے تین اور تین سے آگے بڑھ کر شعبے بنانے چلے گئے۔ چنانچہ ان کا ہسپتال اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی خدمت دے رہا ہے۔

محترم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کی رہائش گاہ کے متعلق دو باتیں ہمیشہ یاد رہتی ہیں (یہ ۱۹۷۶ء کی بات ہے) ایک تو یہ کہ ان دنوں ان کے کسی کمرے میں سیلنگ فین نہیں تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو کہنے لگے کہ پنکھے تو لگے ہوئے تھے لیکن میری عدم موجودگی میں کوئی شخص آیا اور اس نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب نے بھیجا ہے کہ یہ پنکھے چھوٹے ہیں یہاں بڑے لگوا دیئے جائیں۔ چنانچہ چھوٹے پنکھے میں اتار کر لے جا رہا ہوں اور کچھ دیر بعد بڑے پنکھے لا کر لگا دوں گا۔ فرمانے لگے معلوم نہیں وہ کون شخص تھا۔ لیکن ہمارے پنکھے لے جانے کے بعد وہ کبھی واپس نہیں آیا۔ اب نئے پنکھے خرید کر یہاں لگوائے جائیں گے۔

دوسری یہ بات کہ جب غسلخانہ میں جانے کا اتفاق ہوا تو دیکھا کہ انہوں نے الگ الگ تولیے کھونٹیوں پر ٹانک رکھے ہیں اور ان کے نیچے لکھا ہوا ہے۔ ہاتھوں کے لئے اور چہرے کے لئے۔ پاؤں کے لئے۔ یعنی ہاتھوں کے لئے اور چہرے کے لئے اور پاؤں کے لئے وہاں الگ الگ تولیے رکھے ہوئے تھے باوجود اس کے کہ محترم ڈاکٹر صاحب نہایت مصروف وقت گذار رہے تھے۔ انہوں نے ہماری خوشی کی خاطر ایک دن پکنک کا پروگرام بنایا اور پاس ہی ایک چھوٹی سی جھیل میں جا کر کشتی رانی کی۔ ایسے لگتا تھا کہ کشتی رانی کے ماہر ہیں ہو سکتا ہے ماہر نہ بھی ہوں۔ لیکن اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے بہت اچھی کشتی چلائی۔ ہمارے ساتھ یہاں کے مربی مکرم چوہدری رشید الدین صاحب بھی تھے۔ یہ تصویر جس کے سلسلے میں یہ کاغذی پیرہن لکھا جا رہا ہے۔ ۱۹۷۶ء سے تعلق رکھتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب محترم اب اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو جن میں ان کا ایک ڈاکٹر بیٹا بھی ہے جو غالباً اب اس کلینک کا

باقی صـ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(راجہ) غالب احمد

حیرت کے سفر سے آگے

محترم غالب احمد صاحب (راجہ) کا درج ذیل مضمون تخلیق (ماہنامہ) کے دسمبر ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے ۔ ہم تخلیق کے مدیر اظہر جاوید صاحب اور مضمون کے مصنف غالب احمد صاحب کے شکریہ کے ساتھ قارئین الفضل کی خدمت میں پیش کرتے ہیں (ادارہ)

جیلانی کامران کی شاعری کا میں پچھلے پچیس سال سے نہ صرف قاری ہوں بلکہ مداح بھی ہوں ۔ ہر ایک قاری کا شاعری کے بارے میں ایک نقطۂ نظر کے علاوہ پسِ منظر میں ایک نظریۂ تنقید بھی ہوتا ہے۔ جیلانی کامران کی شاعری کے لئے مجھے شاعری کے بارے میں اپنے نظریۂ تنقید کی تلاش کی ضرورت محسوس ہوئی۔ میں نے محسوس کیا کہ شاعری کے بارے میں جو میرا اپنا نقطہ نظر ہے ۔ وہ میرے نظریہ تنقید سے متصادم ہے ۔ مجھے اس امر سے پریشانی بھی ہوئی اور ایک عجیب قسم کی حیرت سے بھی دوچار ہونا پڑا ۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ شاعری پر تنقید کا کام میں نے سرے سے کبھی کیا ہی نہیں شاعری کو پڑھتے ہوئے اکثر اپنے نقطۂ نظر سے ہی کام لیا ہے ۔ لیکن یہ بات بھی جب سوچا تو کچھ سیچی نہ دکھائی دی۔

مجھے کئی شاعر ایسے بھی پسند ہیں ، اردو کے اور دوسری زبانوں کے جو شاعری کے بارے میں میرے نقطۂ نظر کے آس پاس بھی نہیں پھٹکتے یا میں ان کی شاعری کے فکری اور جذباتی پہلوؤں سے اپنے آپ کو کسی صورت ہم آہنگ نہیں پاتا۔ لیکن ان کی شاعری اچھی لگتی ہے ۔ محض اچھی ہی نہیں لگتی بلکہ ان میں سے کئی ایک شاعروں کو میں تخلیقی شاعر سمجھتا ہوں ۔ تو پھر بات کیا ہوئی ۔ یہی ناکہ میرا نقطۂ نظر ہی میرا نظریۂ تنقید نہیں ۔ کم از کم شاعری کے بارے میں یوں نہیں ہوتا ۔ بلکہ فن اور ادب کی کسی صنف کے بارے میں یہ نظریہ قائم نہیں کیا جا سکتا ۔ فنِ تخلیق کا پہلا کام ہی ۔ یہی ہے کہ کسی فن پارے میں جب آپ داخل ہوں تو وہ آپ کو اپنے آپ میں جذب کرے اور آپ کو آپ کے نقطۂ نظر کے طلسم سے آزاد کردے اور آپ کچھ لمحوں کے لئے اس کے ہو جائیں اور جب اس سے باہر آئیں تو پھر آپ کو احساس ہو کر آپ نے کیا کھویا اور کیا پایا اور کیا آپ اپنی اسی صورتِ حال سے دوچار ہیں جو اس فن پارے میں داخل ہونے سے پہلے تھی یا صورتِ حال میں تبدیلی رونما ہوئی ہے ۔ یہ کام آناً فاناً ہو جاتا ہے ۔ فن پارہ اگر واقعی تخلیقی ہو تو وہ آپ کے نقطۂ نظر کے باوجود آپ سے اپنا خراج وصول کر لیتا ہے ۔ بہت سے ادیب آج کل شاید اس بات کا اقرار کرنے سے قاصر ہوں ، کیونکہ ان دنوں نقطہ ہائے نظر کی باہمی آویزش زوروں پر ہے اور اپنے نظریے سے انحراف اعترافِ شکست شمار ہوتا ہے ۔ بہرحال ذاتی طور پر میں اس سے خوفزدہ نہیں ہوں ۔ میں نے شروع میں کہا تھا کہ شاعری کے بارے میں میرا ایک نقطۂ نظر ہے ۔ اس وقت اس کا تفصیلی ذکر تو ناممکن ہے ۔ بہرحال جیلانی کامران کی نظموں اور شاعری کے بارے میں بات کرتے ہوئے اتنا ضرور کہوں گا کہ میرے خیال میں شاعری کے چار بنیادی محرکات ہیں۔

(۱) ضرورت (۲) حیرت (۳) محبت اور (۴) نفرت ۔ تمام اصنافِ فن عموماً اور شاعری خصوصاً ان بنیادی محرکات کی ہر ہونِ منت ہے ۔ میں یہاں ضرورت ، حیرت ، محبت اور نفرت کے باہمی رشتوں اور ان کے مختلف توازن کے بارے میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا ۔ بات بہت لمبی ہو جائے گی۔

میرے خیال میں جیلانی کامران بنیادی طور پر جذبۂ حیرت کا شاعر ہے ۔ وہ صورتِ حال کی حیرانی سے اکثر دوچار رہتا ہے ۔ میں نے جیلانی کامران کی شاعری کو حیرت کا سفر سمجھ کر اکثر و بیشتر پڑھا ہے ۔ اس کے اندر کی کائنات سے ہم آہنگ ہونے کی جستجو میں حیرت کناں ہے ۔ اس کی شاعری میں ہمیشہ بہت سے مقاماتِ حیرت اور استعجاب کے شدید لمحوں سے گزرنا پڑتا ہے ۔ مسلسل سفر کی حالت میں ایک مسلسل انتظار کی کیفیت اور اس کے ساتھ ساتھ حقیقت مطلق سے دوری اور فراق کا ٹھنڈا میٹھا اضطراب ۔ منزل کی دوری کے ساتھ اس کی پہنائیوں میں گم ہو جانے کی آرزو اور کیفیت اضطرار ۔ لوگ اس شاعری کو صوفیانہ بھی کہہ سکتے ہیں اور شاید کہتے ہیں لیکن جدید انسان کا مسئلہ حیرت محض صوفیانہ مسئلہ نہیں ۔ یہ COSMOS کے بحرِ بے کنار میں انسانی وجود کی شناخت کا مسئلہ ہے اور اب اس شناخت کے لئے مناسب ذریعہ اظہار کا مسئلہ ہے ۔ مناسب اسلوبِ بیان کو پا لینے کا مسئلہ ہے ۔

شاعری ذریعہ اظہار بھی ہے اور اظہار خود ذریعۂ شاعری بھی ہے ۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں ۔ دونوں کے رنگ اور انگ مختلف شعری اسلوب بدلتے رہتے ہیں ۔ اس بحث کو بھی اس وقت چھیڑنا مقصود نہیں ۔ بہرحال اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ شاعری اور اظہار کا رشتہ یا یوں کہہ لیجئے کہ شعری اظہار کا مسئلہ ضرورت اور محبت اور نفرت کی شاعری میں اتنے الجھاؤ نہیں پیدا کرتا ۔ شاعری اور اظہار کا سنگین ترین بحران " حیرت " کی شاعری میں رونما ہوتا ہے ۔ جہاں " متکلم " ہونا بذاتِ خود ایک مسئلہ بن جاتا ہے ۔ کلام میں خود کلامی اور ہم کلامی کی منازل کی نشاندہی کرنا مشکل ہو جاتا ہے ۔ جہاں کیوں ، کیسے ، کیا ، کب اور کہاں کے وسیلے ناکام ہوتے دکھائی دیتے ہیں ۔ جہاں شاعری کو دوسروں کے لئے کلام کی کیفیت دینا اور اسے متکلم کرنا بظاہر ناممکن نظر آتا ہے ۔ جہاں حواس کی دنیا ظاہر اور باطن کو ورطۂ حیرت میں ڈال کر خود ایک بے بسی اور بے کسی کے عالم سے روشناس ہوتی ہے ۔ جہاں زندگی شاعری سے اور شاعری زندگی سے اس حد تک باہم مربوط ہو چکے ہوتے ہیں کہ ان میں کسی ایک کو عالم بیان میں لانا شاعر کے لئے جان جوکھوں کا کام ہو جاتا ہے جہاں پھول ، خوشبو ، آتے جاتے لمحے اور زمانے کسی کے پیامبر نہیں ہوتے اور نہ ہی آپ اُن کو آجانے کے اوقات میں تقسیم کر سکتے ہیں ۔ وہ ہونے کی خوشبو کا احساس تو دے سکتے ہیں مگر " کون خوشبو سمجھتا ہے "۔

آپ خوشبو کے اجزا کو تو سمجھ سکتے ہیں ۔ لیکن خوشبو کی " ماہیت " کُلّی یا خوشبو کے ہونے کے اجزا کو نہیں جان سکتے ۔ وہاں موسم اور اس سے وابستہ کوئی " بے وقت غفلت " گھائل تو کر سکتی ہے ۔ اپنی طرف مائل بھی کر سکتی ہے ، قائل نہیں کر سکتی ۔ کیونکہ " وجدان " کا عمل " پہچان " کے عمل سے بالکل مختلف ہوتا ہے ۔ اس عمل میں " تجزیہ " ممکن نہیں صرف تجربہ ممکن ہے ۔ پہچان اور وجدان کے درمیان کے لمحوں میں بے وقت غفلت سے اکثر گھائل ہونا پڑتا ہے ۔ یہ شاعری وجدان اور پہچان کے درمیان ایک بحران کی طرف اشارہ کرتی ہے ۔ یہاں شاعری ایک " پیغام " نہیں رہتی ۔ پیغام میں اظہار کے مسائل کم و بیش آتے ہیں لیکن یہ شاعری انسانی وجود اور اس کے 'وجدان' کی ایک امکانی صورت اختیار کر جاتی ہے ۔ یہاں انسانی حدود کے نئے افق پھوٹتے نظر آتے ہیں ۔ یہاں چیزیں اور اشیاء کا علم اپنی دیرینہ اور روایتی حالتوں میں نہیں رہ سکتا ۔ اس لئے اس شاعری کو الہام کی حدوں کو بہت حد تک چھونا پڑتا ہے ۔ اسی لئے یہاں " علامت " اور " استعارہ " اپنے طلسماتی رنگ کو اجاگر کر کے ظاہر اور باطن کی صورتِ حال کی محض عکاسی نہیں کرتے بلکہ اس کی تجدید کرتے ہیں یا اسے نئے سرے سے تخلیق کرتے ہیں ۔

حیرت کا سفر دراصل حقیقت کی تلاش ہے جس کا انسانی وجود خود مظہر ہے خود اظہار بھی ہے اور ذریعہ اظہار بھی ۔ حیرت کی شاعری میں اظہار اور ذریعۂ اظہار میں فرق کر کے دکھانا بہت مشکل ہو جاتا ہے ۔ یہی وہ مشکل مقام ہے جہاں شاعر کے لئے ، سفر ، مسافت اور مسافر میں باہم اقلیمانہ کشمکش ہو جاتا ہے جہاں " جانِ مسافر " خبر کے دل سے گزرے یا عہدِ بے خبر سے گزرے ، ایک بار گزرے یا بار بار گزرے ، زمین ، راہگذر ، ہوا ، درخت ، شہر ، گلیاں کوچے ، چراغ شہر ، نرم دل اور آنکھ کے دریچے ظاہر اور باطن کی علامتیں سب اس کے شہرِ زیست کے بام و در اور جانِ مسافر کی گذرگاہیں ہیں ۔ اور کیفیتِ انتظار سے دوچار ہیں ۔ اس انتظار کی حیثیت جیلانی کامران کی نظموں میں مسلسل رواں دواں ہے اور ساتھ ہی متکلم ہونے کی خواہش کچھ کہنے اور سننے کی تمنا ۔ ہمکلامی کے دور سے ہم کنار ہونے کی آرزو " بس دو لفظ سنے ، بس اک بات کہے " ۔ یہی تو ہماری جدید شاعری کے اسلوب کا مطمعِ نظر ہے ۔

جیلانی کامران کی تازہ ترین نظمیں سامنے ہیں ۔ ان میں حیرت کے سفر سے آگے ایک تجریدی تجربے کے آغاز کی طرف اشارہ بھی ملتا ہے ۔ یہ تجریدی تجربہ حیرت اور محبت کی وادیوں کے درمیان رونما

باقی صد۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ــــــ نون سین

لیبیا ــــــ جنرل پیپلز کانگرس

جیسا کہ ہمارے قارئین جانتے ہیں گزشتہ روز معمر کرنل قذافی نے ایک فرانسیسی ٹیلیویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ ان دو افراد کو امریکہ یا کسی اور ملک کے حوالے کرنے کا سوال (جن افراد پر الزام ہے کہ انہوں نے لاکربی کے مقام پر پان امریکی جیٹ جہاز کو بم سے اڑایا تھا)۔ جنرل پیپلز کانگریس فیصلہ کرے گی کہ انہیں کسی کے حوالے کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ اس وقت انہوں نے ایک ہفتہ کا کہا تھا۔ وہ ہفتہ گذر جانے کے بعد جب جنرل پیپلز کانگریس کا اجلاس شروع ہوا تو بڑی شدت سے اس بات کا احساس ہونے لگا کہ وہ سب لوگ متحد الخیال نہیں ہیں۔ بلکہ ایک مقرر کو تقریر کرنے سے روکنے کیلئے لوگوں نے خاصا شور ڈالا اور اسی وقت کسی نے پلاسٹک کی بنی ہوئی کوئی چیز اس طرح پھینکی کہ وہ ایک وزیر کے سر پر لگی۔ یہ کیفیت دیکھ کر کانگریس کے سیکرٹری عبدالرازق سوسا نے فیصلہ کیا کہ اجلاس ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ اجلاس ختم کر دیا گیا اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا کہ ان دو افراد کو کسی کے حوالے کیا جائے یا نہ کیا جائے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ان مشکلات سے جو لیبیا کو آج کل در پیش ہیں تنگ آگئے ہوئے ہیں اور وہ نہیں چاہتے۔ کہ دو افراد کو بچانے کے لئے سارے ملک کو داؤ پہ لگا دیا جائے۔ اور بوڑھے اور کمزور اور بچوں کو اسکی بھینٹ چڑھا دیا جائے۔ آخر دو افراد تو دو افراد ہی ہیں۔ ان کے بدلے ہزاروں افراد کو کیوں موت کے منہ میں دھکیلا جائے۔ دوسری طرف یہ خیال پایا جاتا ہے کہ دراصل مشکلات اور آسانیوں کی بات نہیں ہے یہ بات ہے اصول کی۔ کیا کوئی دوسرا ملک اس بات کا حق رکھتا ہے کہ وہ لیبیا کے باشندوں کو اپنے ہاں لے جا کر ان پر مقدمہ چلائے اور انہیں سزا دے۔ معمر قذافی کے سامنے یہی اصول ہے کہ اپنے ملک کے باشندوں کو کسی اور ملک کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔ وہ خود ان پر مقدمہ چلانے کے لئے تیار ہیں اور وہ خود کسی ایسے ملک کا نام لینے کے لئے تیار ہیں جو کسی کی طرفداری نہ کرتا ہو جہاں ان پر مقدمہ چلایا جائے۔ اس اصول کی پاسداری کے لئے وہ سمجھتے ہیں کہ چاہے کتنی ہی مشکلات کیوں نہ ہوں ان میں سے ہمیں خوشی کے ساتھ اور بشاشت کے ساتھ گذرنا چاہیئے۔ اسلئے کہ یہ ساری مشکلات ایک اصول کے لئے برداشت کی جا رہی ہیں۔ اگر یہ کانگریس بھی فیصلہ نہ کر سکی جیسا کہ اب تک کے اجلاس سے ظاہر ہوتا ہے تو اس فیصلے کا سارا بوجھ کرنل معمر قذافی پر پڑے گا۔ انہیں تو بہر حال اسی فیصلے پر قائم رہنا ہو گا۔ کہ وہ اپنے ان دو افراد کو کسی غیر ملک خاص طور پر امریکہ برطانیہ اور فرانس کے حوالے نہیں کرینگے

عراق ــ پابندیاں اور اموات

عراق کے محکمۂ صحت سے تعلق رکھنے والے ایک اعلیٰ افسر نے بتایا ہے کہ سال رواں کے پہلے چار مہینوں میں اقوام متحدہ کی اقتصادی پابندیوں کے باعث ۸۴ ہزار عراقی ہلاک ہو گئے۔ ان میں ۱۴ ہزار بچے بھی شامل ہیں۔ عراق کی سرکاری نیوز ایجنسی نے بتایا ہے کہ صحت کے انڈر سیکرٹری عبدالجبار عبدالعباس نے کہا ہے کہ یہ ساری اموات خوراک اور دوائیں کم ملنے کی وجہ سے ہوئیں۔ عبدالعباس نے مزید کہا کہ بہت سے مرد اور عورتیں اور بچے اسلئے موت کے منہ میں چلے گئے کہ ہسپتال ان کا علاج نہیں کر سکتے تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے سانس کی تکلیف گردوں کی خرابی اور انفیکشن کی بیماریوں کا ذکر کیا۔ اسی طرح دل کی بیماریوں کا بھی۔ انہوں نے کہا کہ صحیح اعداد و شمار لیوں دئے جا سکتے ہیں کہ جنوری ایک سے لیکر اپریل تیئس تک ۸۴۰۹۰ اموات ہوئیں۔ جن میں ۵ سال سے کم عمر کے بچے ۱۴۶۷۸ شامل ہیں۔ اگر ان اعداد و شمار کو درست جان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ عراقی جنگ کے بعد سے اب تک ایک لاکھ افراد موت کا شکار ہو چکے ہیں۔ عالمی ایجنسیوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے۔ کہ پابندیوں کی وجہ سے عراق میں بہت سی اموات ہوئی ہیں۔ اگرچہ انہوں نے ان اعداد و شمار کی تصدیق نہیں کی جو عراق نے پیش کئے ہیں

امن انسٹی ٹیوٹ کی رپورٹ

امریکہ میں امن انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام ایک رپورٹ شائع کی گئی ہے جسمیں کہا گیا ہے کہ وسطی ایشیا کی سابق سوویت یونین کی ریاستوں میں پاکستان ایران ترکی اور سعودی عرب جو سیاسی مذہبی اور اقتصادی کنٹرول کیلئے دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس سے خطرہ ہے کہ کابل کی حکومت ختم نہ ہو جائے اور افغانستان ٹکڑوں میں نہ بٹ جائے۔ یہ رپورٹ اسی لئے تیار کی گئی ہے تاکہ امریکہ میں پالیسی وضع کی جا سکے۔ افغانستان اور سابق سوویت یونین کی وسطی ایشیا کی ریاستوں کے متعلق پاکستان بھارت جاپان اور کوریا کے ارادوں کا تجزیہ کیا جا سکے۔ اس مطالعاتی رپورٹ میں مذہبی امور کو خاص طور پر سامنے لایا گیا ہے اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کہاں کس مسلک کا زیادہ اثر ہے اور اسطرح علاقائی زبانیں بھی کس طرح ان خطوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ یہ رپورٹ ۲۱ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ یہ علاقے غریب ہونے کے باوجود مغرب کے ساتھ منسلک رہنا چاہتے ہیں۔ بجائے اسکے کہ وہ تیسری دنیا کے ساتھ رہیں۔ ان کی خواہش اور کوشش یہ ہے کہ اقتصادی تعاون یورپین کمیونٹی سے کیا جائے۔ جہاں تک بھارت کا تعلق ہے وہ اپنے لئے مزید منڈیاں تلاش کر سکتا ہے اور پوری طرح کامیابی کے ساتھ پاکستان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

مہاجرین کی واپسی

گذشتہ منگل کے روز اقوام متحدہ کی مہاجر ایجنسی نے کہا ہے کہ افغانی اتنی تعداد میں واپس اپنے ملک جا رہے ہیں کہ اقوام متحدہ کے امدادی کارکن اپنے پاس اس وقت اتنا فنڈ نہیں رکھتے کہ ان کی پوری طرح مدد کی جا سکے اسی طرح ایمرجنسی میں جو خوراک فراہم کی جا رہی ہے وہ بھی انتہائی طور پر ناکافی ثابت ہو رہی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ہمیں تو اس بات کی ہرگز امید نہیں تھی کہ یہ مہاجر اس طرح واپس آئیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس ضرورت سے بہت کم کیش موجود ہے۔ اگرچہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ نہایت خوش آئند بات ہے کہ یہ لوگ اتنی تیزی کے ساتھ واپس اپنے ملک پہنچ رہے ہیں کیونکہ یہ دنیا کی سب سے بڑی مہاجر آبادی تھی۔ جو پچاس ساٹھ لاکھ لوگ اور یہ آبادی ساری دنیا کی مہاجر آبادی کا تقریباً ۳۰ فی صد ہے۔ باقی ۷۰ فی صد دنیا کے دیگر ممالک میں بس رہی ہے۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک پہلے سے زیادہ امدادی رقوم دیں اور تعاون کرتے ہوئے ان لوگوں کو اپنے گھروں میں بسانے کی سکیم کو کامیاب کریں۔ جونہی مجاہدین نے افغانستان کا کنٹرول حاصل کیا۔ یہ مہاجرین واپس جانے شروع ہو گئے۔ ان میں سے بہت سے لوگ اپنے رشتہ داروں کے پاس تھے لیکن اپنا گھر اپنا گھر ہی ہوتا ہے۔

سٹرائیک ؟

کہتے ہیں کہ ٹیلی کمیونیکیشن کارپوریشن کے ایک کارکن کو مالی سکینڈل میں ملوث ہونے کی وجہ سے ایف آئی اے پوچھ گچھ کے لئے اپنے دفتر لے گئی۔ اس کارکن کا نام محمد ناصر گوندل ہے۔ دیگر تمام کارکنوں نے ۱۸ گھنٹے تک ہڑتال کر کے لاہور کو ساری دنیا سے منقطع کر رکھا۔ اس عرصے میں ہزاروں ٹیلکس پیغامات نہ بھیجے جا سکے۔ اور نہ وصول کئے جا سکے۔ اسی طرح ٹرنک کال بھی بک نہ کی جا سکیں۔ نہ کوئی ٹرنک کال وصول کی گئی۔ ان کارکنوں نے محکمہ پر زور دیا کہ وہ محمد ناصر گوندل کو مزید کسی تاخیر کے بغیر چھوڑ دیں۔ ورنہ وہ منگل سے سارے پاکستان میں سٹرائیک کر دیں گے۔ اگر خدانخواستہ سارے پاکستان میں سٹرائیک ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ پاکستان ساری دنیا سے منقطع ہو جائے گا۔ اور اس کا جو نقصان ہو گا اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ ویسے یہ بھی کہنا نادرست نہ ہو گا کہ احتجاج کے کوئی اور ذریعے دریافت کرنے چاہئیں۔ جہاں تک سٹرائیک کو ایک اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے اس کے متعلق دو رائے نہیں ہو سکتیں کہ اسکی وجہ سے عوام الناس بہت بری طرح متاثر ہوتے ہیں اور اگر عوام الناس کو بری طرح متاثر کرنے کے بعد کوئی فائدے حاصل بھی کر لئے جائیں تو یقیناً وہ عوام الناس اپنے دل کے انقباض کو دور نہیں کر سکتے۔

تربیت اولاد کے لحاظ سے موجودہ دَور بہت نازک دَور ہے

سیّدنا حضرت مرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب فرماتے ہیں:

"تربیت اولاد کے لحاظ سے موجودہ دَور بہت نازک دَور ہے۔ رنت نئی دلچسپیاں لالچ اور کھیل تماشے بچوں اور نوجوانوں کو دُور لے جا رہے ہیں یہ لہو و لعب انسانوں کو خدا سے غافل کر رہا ہے۔ پس عزیمت اور بہادری یہی ہے کہ ہر احمدی جو خدا کے دین سے محبت کا دعویٰ رکھتا ہے دنیاداری کی اس روش کے خلاف اٹھ کھڑا ہو اور اپنی شبانہ دعاؤں سے محبت کے ساتھ نیک نصیحت سے اور اعمال صالحہ بجا لا کر اپنے اہل و عیال اور اپنے ہر زیر اثر افراد کو خدا کے دربار میں لا کھڑا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے"!

(منہاج الطالبین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شناختی کارڈ اور مذہب

Religion on ID cards

THIS refers to a 3-column banner news published in your esteemed daily of June 1, indicating that the government is considering a proposal for addition of a column of religion in the National Identity Cards. Acceding to such a proposal will be harmful to the interest of the country in many respects:-

The National Identity Card is a token of national identity. In this regard all the citizens are equal. To mention religion on this Card will purport a qualified identity for those citizens of Pakistan whose religion is different from the majority. This, therefore, will negate the principle of equality of all citizens.

It will prompt discrimination. Pakistan is a country where one's personal belief is a matter of everybody's concern. Many people are prone to look down at others having different beliefs. Identity Cards with religion will be a tool in their hands. The discriminated Pakistanis will suffer on this account.

We, as a nation are already divided on ethnic, linguistic and religious grounds. Instead of trying to iron out these over-blown differences this act of government will give a legitimacy to one of these divides. This will not be the end of things but rather beginning. There are people who will next ask for a mention of sect, then group and sub-group. Some are already airing their intentions of having Identity Cards of different colours for different class of people. This action, therefore, will add fuel to the raging fire.

In the background of this harmful proposal, there are as usual some professional religious operators who only crave for propagation of discrimination, hatred and ill-will among people. I urge upon the saner elements of the society to come forward against these people. We have already been carried away too far under their pressure and it is time to stand againt them boldly and broadly.

There is an urgent need to forcefully highlight the ill-effects of this ill-conceived proposal.

JAMIL AHMAD BUTT
Karachi

DAWN FRIDAY, JUNE 5, 1992

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب کراچی نے روزنامہ ڈان ۵۔ جون کے "ایڈیٹر کے نام خطوط" میں لکھے گئے ایک خط میں شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانے کے اندراج پر اظہار خیال کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ شناختی کارڈ قومی یکجہتی کی علامت ہوتا ہے ایسے اظہار سے مذہبی بنیادوں پر امتیازی سلوک کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ جو ملکی یکجہتی کے لئے سود مند نہیں ہوگا۔ پہلے ہی ہم لسانی، نسلی اور مذہبی تقسیم کا شکار ہیں اس سے ایک نئے منافرت کی بنیاد رکھ دی جائے گی۔ انہوں نے اس تجویز کو رد کرنے کے لائق قرار دیا ہے۔

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر I 28477

SUDJADI s/o MARSAD ساکن پیشہ مزدوری عمر ۳۷ سال بیعت ۱۹۸۶ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷-۷-۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۳۰،۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت مزدوری مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ SUDJADI ساکن انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ EMAN SANUSI ساکن انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲۔ NONI انڈونیشیا۔

مسل نمبر I 28478

MRS. WASIH WIDOW OF KARTADAROM پیشہ خانہ داری عمر ۵۶ سال بیعت ۱۹۵۴ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۲-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زمین بر قبہ ۳۰۰ مربع میٹر مالیتی RP ۹۰۰،۰۰۰/- (۲) طلائی ہار ۲۵ گرام مالیتی RP ۵۰۰،۰۰۰/- (۳) نقد رقم ۵۰،۰۰۰ RP (۴) حق مہر ۳۰۰،۰۰۰/- RP۔ کل رقم ۱،۷۵۰،۰۰۰/- RP۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۵،۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی

باقی ص۸ پر

بقیہ: ص۱ سے آگے

امر واقعہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کئی رنگ میں ظاہر ہوتی رہتی ہے کئی حادثے ہو جاتے ہیں۔ کئی طرح سے شکلیں خراب ہو جاتی ہیں یا بعض شکلیں ایسی ہوتی ہیں جو جوانی میں خوبصورت لگتی ہیں لیکن عمر کے ساتھ ساتھ وہ زیادہ بھیانک ہونے لگ جاتے ہیں۔ بعض جسم ایسے ہوتے ہیں جو کنوارپن میں خوبصورت دکھائی دیتے ہیں مگر شادی کے بعد وہ بگڑنے شروع ہو جاتے ہیں اور بعض خاندانی مزاج ہیں جو ان باتوں کو طے کرتے ہیں تو شکل اور جسم کو بیاہ شادی کے موقع پر خدا بنا لینا اور یہ سمجھنا کہ اس کے بغیر گزارا نہیں یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ایسے خدا ان عبادت کرنے والوں سے بے وفائی کرتے ہیں لیکن جو لوگ دین کو اپناتے ہیں خدا کی خاطر حسن خلق کی تلاش میں رہتے ہیں نیکیوں کے متعلق قرآن کریم نے "الباقیات الصالحات" فرمایا کہ نیکی کی تعریف میں ہمیشہ رہنا شامل ہے وہ کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہے اور حسن خلق اگر وہ سچا ہو اور خدا تعالیٰ کی محبت میں اس کی بنیاد ہو تو ایسا حسن خلق جامد نہیں ہوا کرتا بلکہ ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ اگست ۱۹۹۱ء)

بقیہ: ص۴ سے آگے

انچارج سے احسن طریق پر خدمت دین کی توفیق دیتا رہے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

ہو رہا ہے۔ جیلانی کامران شاید لاشعوری طور پر محبت کو روایتی تجربوں کی آماجگاہ بنانا نہیں چاہتا اور اپنے تجربے کا اظہار روایتی علامتوں کی مدد سے تجریدی طرز اظہار سے کرنا چاہتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ اس کی نظر میں حیرت اور محبت کے درمیان کا سفر "محجوبانہ" اور "عارفانہ" دونوں کیفیتوں کا حامل ہے۔ میں نے "محجوبانہ" اور "عارفانہ" دونوں الفاظ، ان کے تمام لغوی معنوں کے ساتھ استعمال کئے ہیں انسانی زندگی کے ارتقا کے ساتھ فن تخلیق اور ادب میں بھی ارتقاء کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اب وہ دور یقیناً ختم ہو رہا ہے جب ادب زندگی کی عکاسی اور ترجمانی کے فرائض ادا کرتا تھا۔ میرے خیال میں ادب کے جدید رجحان اس طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ اب ادب زندگی کا ترجمان اور عکاس نہیں رہا۔ یہ کام نچلے درجے کے فنون کو سونپ دیئے گئے ہیں اب ادب کے بنیادی طور پر دو کام رہ گئے ہیں۔ وہ زندگی کا عرفان حاصل کر کے یا تو اس کی تنقید کرے یا اس کی تجدید۔ تجدید کے کام میں حیرت اور محبت کا عنصر زیادہ ہوتا ہے۔ تنقید میں ضرورت اور نفرت کا۔ ادب کے یہ دونوں انسانی اور معاشرے کے نئے تخلیقی عمل کے حامل ہیں۔ کوئی ایک دوسرے سے زیادہ اہم نہیں۔ ایک کا شعار تجزیہ کرنا ہے اور دوسرے کا کام تجزیہ۔ جیلانی کامران بہرحال حیرت اور محبت کا شاعر ہے۔ لیکن محبت کی شاعری میں تجرید سے گزر کر تجسیم کی طرف آنا ضروری ہوتا ہے۔ جیلانی کامران اس منزل کی طرف رواں دکھائی دیتا ہے۔ دیکھیں وہ یہ منزل کس طرح طے کرتا ہے اور کس طرح اپنے شعری اسلوب کی تکمیل کرتا ہے۔ "گریاں یا رقصاں یا گریاں و رقصاں" "بہ ہیجان لیلہ" یہی چیلنج ہے۔ لیلہ کے وجدان کا دور تیزی سے گزر رہا ہے یا گزر چکا ہے۔ "گریہ" اور "رقص" دونوں بیک وقت تجریدی اور "تجسیمی" عمل ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل آصف نواز نے ایک دن میں دو دفعہ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی۔

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ مجھے وہ خوفناک دن یاد ہے جب فوج نے پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے دہشت گردوں کا تبادلہ کروایا تھا۔ انہوں نے سوال کیا کہ آج پیپلز پارٹی کس منہ سے باتیں کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تخریب کاروں اور سماج دشمن عناصر سے کوئی رعایت نہیں ہوگی چاہے ان کا تعلق مسلم لیگ سے ہو یا پیپلز پارٹی سے یا جئے سندھ سے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ کچھ کو ہاتھ لگایا جا رہا ہے اور کچھ کو نہیں۔ یہ غیر جانبداری نہیں ہے تاہم انہوں نے کہا کہ شہری دہشت گردوں اور دیہاتوں میں ڈاکوؤں کے خلاف آپریشن غیر جانبدارانہ ہے۔

○ کراچی کے مختلف علاقوں سے ۸ نوجوانوں کی نعشیں برآمد ہونے سے شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔ تینوں نعشوں پر تشدد کے نشانات ہیں۔

○ پاکستان مسلم لیگ کی مرکزی عاملہ کے اجلاس میں بلوچستان کے وزیر اعلیٰ تاج محمد جمالی نے کہا کہ فوج نے صدر اور وزیراعظم کی مرضی کے خلاف کام شروع کر رکھا ہے۔

○ وفاقی وزیر اعجاز الحق نے کہا ہے کہ اگر مارشل لاء لگا تو ہم سیاستدانوں کی نااہلی اس کی ذمہ دار ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ سندھ کی صورت حال پر پیپلز پارٹی سمیت تمام سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لیا جائے۔

○ ممتاز حمید نے واپڈا کے چیئرمین کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔ وہ اس سے قبل پی آئی اے کے سربراہ تھے۔ مسٹر ممتاز حمید تاجر ہیں۔

○ پنجاب اور بلوچستان میں بھی آپریشن کے لئے فوج کی تجویز منظور ہو گئی ہے۔ آپریشن کلین اپ میں دونوں صوبوں کے سرحدی اضلاع کو شامل کیا جائے گا۔ تاکہ ڈاکوؤں کے فرار کو روکا جا سکے۔

○ تھر کے علاقے سے ڈاکوؤں کے بھارت کو فرار کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے ایک ڈاکو کو بھارت سمگل کرنے کے ایک لاکھ روپے وصول کئے جا رہے ہیں۔

○ سندھ اسمبلی میں ایم کیو ایم کے اراکین کے استعفوں کے بعد اب سندھ حکومت پیپلز پارٹی کے رحم و کرم پر ہے۔ تاہم باوثوق ذرائع نے بتایا ہے کہ پیپلز پارٹی سندھ حکومت کو توڑنا نہیں چاہتی پیپلز پارٹی صدر راج کے بھی خلاف ہے۔

○ فلپائن کے نئے صدر مسٹر فیڈل راموس نے حلف اٹھا لیا ہے۔ وہ فلپائن کے ۸ ویں صدر ہیں۔ انہوں نے جس روز حلف اٹھایا اس دن بم دھماکے ہوئے۔

○ پاک فوج کے بریگیڈیئر امتیاز شاہین صومالیہ میں اقوام متحدہ کی امن فوج کی قیادت کریں گے۔

○ لاہور ڈویژن کے مختلف علاقوں سے ۱۰۰ ٹیکس نادہندگان گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ ان کے ذمے چھ لاکھ روپے واجب الادا تھے ان میں سے ۳۵ گرفتار شدگان کو ادائیگی کے بعد رہا کر دیا گیا۔

○ مسلم لیگ کے اجلاس میں اے این پی کے خلاف بھی آپریشن کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

○ ایم کیو ایم کے حقیقی گروپ نے الزام لگایا ہے کہ ایم کیو ایم کے استعفے اراکین اسمبلی نے خود نہیں پیش کئے الطاف گروپ کے دہشت گردوں نے انہیں حراست میں لے رکھا ہے۔

○ حکومت بلوچستان نے ایک لاکھ ہڑتالی ملازمین کی تنخواہیں روک لی ہیں۔

○ سندھ میں دہشت گرد تحصیل ٹنڈو الہ یار کی مختلف تحصیلوں میں چھپ گئے ہیں۔ تاہم فوج نے شہر کی ناکہ بندی کر لی ہے۔ مختلف مقامات پر چھاپے مار کر دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

○ وفاقی کابینہ کے ایک غیر رسمی اجلاس میں وفاقی وزیر چوہدری نثار علی نے کہا کہ میں یہ کیسے بغیر نہیں رہ سکتا کہ فوج کو سندھ میں ڈاکوؤں کے خلاف کارروائی کرنے کی جو ہدایت دی گئی تھی معاملہ اب اس سے بہت آگے نکل چکا ہے۔ فوج نے ڈاکوؤں پر پوری توجہ دینے کی بجائے ایم کیو ایم کو نشانہ بنا لیا ہے۔ اور اب یہ کیفیت ہے کہ ہم عملاً ایم کیو ایم کو الوداع کہنے پر مجبور ہیں۔ جذباتی کیفیت میں ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔

○ کراچی کے میئر مسٹر فاروق ستار نے کہا ہے کہ لاکھوں لوگ گواہی دیں گے کہ ایم کیو ایم کے ٹارچر سیلوں کا کوئی وجود نہیں تھا۔ انہوں نے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ہمارے اراکین قومی و صوبائی اسمبلی کے استعفے منظور نہیں کئے گئے۔ کیونکہ حکومت انہیں خریدنا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ الیکشن کے نتائج جلد سامنے آجائیں گے۔

○ سندھ اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر نے کہا ہے کہ انہیں اب تک ایم کیو ایم کے ۲۸ اراکین اسمبلی کے استعفے موصول ہو چکے ہیں۔ تاہم انہوں نے کہا استعفوں کی صداقت کا اطمینان کئے بغیر انہیں منظور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ تمام استعفوں کی زبان ایک، قلم ایک حتیٰ کہ روشنائی تک ایک ہے۔

○ بھارتی وزیراعظم نرسیمہا راؤ نے کہا ہے کہ کشمیر میں علیحدگی پسند تحریک ختم کرنے کے لئے وادی میں عام انتخابات کروانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ضرورت ہے

۱۔ خدمت گار برائے فیکٹری عمر ۱۸ تا ۳۰ سال۔ تنخواہ معقول بمعہ رہائش۔

۲۔ ایسے لڑکے جو آٹو رکشہ پارٹس کی تربیت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ دوران تربیت وظیفہ اور رہائش کا انتظام ہوگا

رابطہ پتہ

میاں بھائی ۱۰۔ منٹگمری روڈ۔ لاہور

فون: ۲۲۳۳۷۲، ۲۲۳۳۷۳

بقیہ: ص ۷ سے آگے

آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ MRS. WASIH انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱ MUKSIN انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲ MARYAM انڈونیشیا۔

خود مل کر تشخیص و مشورہ کے خواہشمندوں کی خاطر

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند

حکیم عبدالحمید اعوان کا

ماہانہ پروگرام

۔ ۵ تا ۷ تاریخ۔ مشہور دواخانہ نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ۔ فون ۹۰۶

۔ ۱۰ تا ۱۲ تاریخ۔ سیکٹر آئی ۱۰/۲ گلی نمبر ۱۱۔ اسلام آباد۔

۔ ۱۵، ۱۶ تاریخ۔ مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالر والہ۔

۔ ۲۱ تا ۲۳ تاریخ۔ مشہور دواخانہ محمود آباد نمبر ۳ کراچی۔ فون PP-۵۴۸۱۷۹

۔ ۲۵ تا ۲۷ تاریخ۔ مشہور دواخانہ نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ۔ ملتان فون:۔ PP-۵۱۰۵۶۴

باقی دنوں میں

مشہور دواخانہ نزد پنڈی بائی پاس جی۔ ٹی روڈ گوجرانوالہ میں مشورہ ہو سکتا ہے۔ گوجرانوالہ فون ۲۱۸۵۳۴ / ۲۱۹۰۶۵

خوشخبری
لندن کا سفر

فضائی سفر کی تمام مشکلات کا حل انفرادی توجہ یا گروپ کی شکل میں تمام سہولتیں بہم پہنچائیں گے۔ دعویٰ نہیں کرتے! ہم نے پہلے بھی یہ خدمت انجام دی تھی اور آج بھی خدمت میں پیش پیش ہیں۔ تفصیلات اور بکنگ کے لئے لطیف الرحمٰن سے ۱۰ جولائی تک رابطہ کریں۔

رومی ٹریولز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۶، ۷ ہوٹل مڈ ایسٹ ڈاکٹر داؤد پوتا روڈ کینٹ سٹیشن کراچی ۷۵۵۳ - فون: ۵۱۵۱۶۱ - ۵۱۵۲۰۹ - ۵۲۱۳۷۷ - ۵۲۹۶۲۴

IATA GOVT. LICENCE NO. 1329